قراۃ العین حیدر کے ناولٹ "سیتاہرن" میں ہندی اساطیری داستان "رامائن"

شبیر احمد
ریسرچ سکالر، پی ایچ ڈی، اُردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہر

ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسرہ

Abstract:

Sita is known as Hindu goddess and one of the central figures in the Hindu mythology. Ramayana, the Epic story of Hindu religion and its other versions described Sita as the daughter clearly of Bhūmi (the earth) and the adopted daughter of King Janaka of Videha and his wife, Queen Sunayana. Due to her strong attributes, Sita is known for her dedication, self-sacrifice, courage and purity. Whereas Ram on the other side is the hero of the great epic Ramayana. The love story of Ram & Sita is the most readable and hearsay story of Indian religion and mythology since long. The characters of Ram and Sita are most sacred in the Hindu religion. Qurat ul Ain Haider, the renowned Urdu novelist in her novelette "Sita Haran" clearly described the story of said characters and their love story.

اُردو ادب کے ابتدائی دور سے لے کر بیسویں صدی تک کے داستانوی ادب میں ہندی اساطیری کہانیوں کا اکثر و بیشتر ذکر ملتا ہے اور تقریباً ہر بڑے داستان گو نے اپنی کہانیوں، ناولوں اور افسانوں میں کہیں نہ کہیں ان اساطیری روایات کو موضوعِ بحث بنایا ہے ۔ قراۃالعین حیدر کا شمار بھی انہی ادیبوں کی فہرست میں کیا جاتا ہے۔اُن کے ناولوں کا سرسری مطالعہ کیا جائے تو یہ بات آسانی سے کہی جاسکتی ہے کہ انہیں اسلام کے علاوہ برصغیر پاک وہند میں پائے جانے والے دیگر مذاہب کے بنیادی عقائد اور فلسفے کے بارے میں کس قدر معلومات حاصل ہیں۔اساطیری اور دیومالائی قصے کہانیاں جہاں مصنف کے فن پارے کو قاری کے لیے متجسس اور پُر اثر بناتے ہیں وہاں قاری کے ذہن میں یہ اثرات بھی چھوڑتے ہیں کہ وہ ان اساطیری عناصر کے پیچھے چھپی ہوئی اصل کہانی اور روایت کی تہہ تک بھی پہنچنے کی کوشش کریں۔ قراۃالعین حیدر نے اپنے ناولٹ "سیتا ہرن" میں ہندو مت کی مقدس کتاب "رامائن" کی ایک دلچسپ ، عشق و محبت ،ایثار اور قربانی کے جذبوں سے لبریز اساطیری کہانی جو کہ ہندو مذہب کے ماننے والوں کے ہاں بہت اہم اور مقدس شمار کی جاتی ہے ، کو نہایت ہی خوبصورت انداز

اور مہارت سے بیان کیا ہے۔ اس ناولٹ کی ہیر وئن کا نام بھی
رام کی راج کماری سیتا کے نام پر سیتا ہی رکھا گیا ہے اور اس کر دار
کا پورا نام ڈاکٹر سیتا میر چندانی ہے۔

رامائن:

رامائن ہندو مذہب کی مقدس مذہبی کتاب ہے اور یہ حکایتی نظم کی عمدہ مثال تصور کی جاتی ہے۔ اس کتاب کو آدی کاویہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اسے شلوک کی بحر میں شاعری کے رائج اصولوں کے مطابق والمیکیؔ نامی رشی نے تصنیف کیا تھا۔ ہندو مذہب کی اساطیری داستانوں میں جو مقام رامائن کو حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کے حصے میں نہیں آیا ہے۔ چوبیس ہزار اشعار پر مشتمل اس رزمیہ داستان میں شری رام چندر جی اور ان کی بیوی سیتا دیوی کی داستانِ محبت بیان کی گئی ہے۔ یہ کہانی ہندوستانی تاریخ میں محبت، خلوص اور ایثار و قربانی کی لازوال داستان پر مبنی ہے۔ قراۃالعین حیدر نے اپنے ناولٹ "سیتا ہرن" میں اپنے مرکزی کردار سیتا چندانی کی زبان سے اس لازوال داستان کو بڑے بہترین اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ اس ناولٹ کے مرکزی کردار کا نام بھی "سیتا" ہے جو ہندو تاریخ کا بھی ایک اہم کردار ہے ۔اس حوالے سے ان دونوں کرداروں میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے ۔رام کی سیتا کی طرح قراۃالعین حیدر کی سیتا کو بھی اپنی محبت پانے کے لیے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور راون کے ہتھکنڈوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔رامائن کی سیتا کو لنکا کا راجہ راون اپنے محل میں قید کر لیتا ہے اور رام اپنے

ساتھیوں ہنومان اور راجا سگریو کی مدد سے اس کو قید سے چھڑوالیتا ہے اور اپنے ملک ایودھیاواپس چلا جاتا ہے۔ لیکن "سیتا ہرن" کی سیتا کی زندگی اس لحاظ سے کافی مختلف نظر آتی ہے۔اس کی پہلی شادی بھی کامیاب نہیں ہوتی اور بعد میں اسے عرفان سے محبت ہو جاتی ہے وہ عرفان کی لیے در در کی ٹھوکریں بھی کھاتی ہے۔ عرفان اسے محبت کا لالچ دے کر آخر کار اسے دھوکا دے دیتا ہے اور فرانس میں کسی دوشیزہ سے شادی کر لیتا ہے۔اس ناولٹ میں قراۃالعین حیدر نے ہندورزمیہ داستان کے کئی کرداروں کا ذکر کیا ہے۔سیتا کے علاوہ راون کاسیتا کو اغوا کرنے کے لیے بھیجے جانے والے راکھشس جو ہرن کی شکل میں سیتا کے سامنے آتا ہے اس کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اس ناولٹ میں جہاں سیتا کا کردار مرکزی حیثیت کا حامل ہے وہاں اس کی دوست اُما کی ماں کا کردار بھی جو ناولٹ میں ضمنی طور پر آیا ہے، بہت اہمیت کا حامل ہے۔اُما کی ماں کو مذہب پرست دکھایا گیا ہے اور وہ ہر وقت اپنی مذہبی عبادات اور رسومات کو سرانجام دینے میں مگن رہتی ہیں۔ایک دن رامائن پڑھتے پڑھتے جب وہ تھک جاتی ہیں تو ہما سے کہتی ہیں کہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ہما اپنی ماں سے پوچھتی ہے کہ کہاں سے پڑھوں تو وہ کہتی ہیں کہ "بن باس کا قصہ پڑھو"۔ہما پڑھتی ہے توماں اسے کہتی ہے کہ اور آگے بڑھو اور وہ وہاں پہنچتی ہے کہ "ایک روز روان کی بہن سورپنکھا گوداروی کے کنارے آئی اور اسے دونوں شہزادے نظر آئے! عورت خوبصورت مرد کو دیکھ کر اس طرح پگھل جاتی ہے جیسے سورج کے سامنے ریتیلا پتھر"۔رامائن پڑھتے پڑھتے

ہماسیتا اور ہرن کے قصے تک پہنچ جاتی ہے اور اپنی ماں کو تفصیل سے یہ قصہ سناتی ہے۔

رام اورسیتارامائن کے اساطیری کردار:

ہندوستانی تاریخ میں شری رام چندر کو "وشنو دیوتا" کا ساتواں اوتار کہا جاتا ہے۔ہندواساطیری روایات کے مطابق رام ایودھیا کے راجہ دسرتھ کے سب سے بڑے بیٹے اور ولی عہد تھے۔بے حد حسین و جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ فن سپہ گری، تیر اندازی اور شہ سواری میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ ہندو دیومالائی کہانیوں میں ایودھیا شہر کے حوالے سے کئی قصے کہانیاں درج ہیں۔ایودھیا کو ادوھ بھی کہا جاتا ہے۔اس شہر کا ذکر رامائن میں شری رام چندر جی کی جنم بومی کے حوالے سے آیا ہے۔اس شہر کا پرانا نام سکیٹا ہے اور ہندو مذہبی تاریخ کے علاوہ بدھ اور جین مت میں بھی اس شہر کو کافی اہمیت حاصل ہے کیونکہ گوتم بدھ اور مہاویر (جین مذہب کے بانی) نے بھی اپنی زندگی کے کئی ایام اس شہر میں گزارے ہیں۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ایودھیارام چندر جی کی جائے پیدائش ہے اور اس لیے وہ اس مقام کو بہت عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔گذشتہ دہائیوں میں ہندوؤں کے کچھ پنڈتوں نے ایودھیامیں رام کے قدیم مندر کی نشاندہی کی تھی اور کہا تھا

کہ عین جس جگہ مغل بادشاہ بابر نے بابری مسجد تعمیر کروائی تھی وہاں مندر تھا جسے بابر کے حکم پر مسمار کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے تھے اور آج تک یہ مسئلہ جوں کا توں پڑا ہے۔ ایودھیا کا لفظ سنسکرت لفظ "ید" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہیں "جنگ کرنا، لڑنا" اور اس کی تصدیق اتھرو وید میں بھی موجود ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ناقابل تسخیر شہر ہے۔ مسلمانوں اور انگریزوں کی آمد کے بعد اس شہر کو اودھ بھی کہا جانے لگا اور اودھ کافی عرصے تک مسلمانوں کے زیر اثر رہا۔ رامائن کا مطابق ایودھیا سلطنتِ کوشل کا دارالحکومت تھا۔

قراۃ العین حیدر نے "سیتا ہرن" میں رامائن کی سیتا اور جدید دور کی سیتا کے حوالے ایک تہلکہ خیز ماحول فراہم کیا ہے انھوں نے ایک جدید دور کی ہندوستانی عورت کی نجی زندگی اور اس میں پیش آنے والے تلخ و شیریں تجربات اور احساسات کو اس ناول میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے اور پھر کسی حد تک سیتا چندانی کی زندگی کو رامائن کی سیتا مہارانی سے مماثلت کو طور پر پیش کیا ہے۔

راجہ جنک کی بیٹی سیتا کو انھوں نے سوئمبر میں پرس رام (وشنو کے چھٹے اوتار) کی کمان توڑ کر حاصل کیا۔ اُن کے والد راجہ دسرتھ اپنی زندگی ہی میں رام چندر کو تخت نشین کر دینا چاہتے تھے لیکن اُن کی سوتیلی ماں کی سازش سے

انھیں چودہ برس کے لیے جلاوطن ہونا پڑا۔ اصل قصے کو مورخین نے کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے کہ راجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں اور ان کے چار بیٹے تھے۔ سب سے بڑا بیٹا رام کوشلیا رانی کے بطن سے تھا جبکہ ان کا دوسرا بیٹا بھرت ان کی بیوی کیکئی رانی کے بطن سے تھا۔ کہا جاتا ہے کہ راجہ دسرتھ نے رانی کیکئی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تمہاری دو باتیں ضرور مانوں گا جو تم چاہو گی۔

جب رام اور بھرت جوان ہو گئے اور راجہ دسرتھ نے رام کو اپنا قائم مقام بنانا چاہا تو رانی کیکئی اس فیصلے کو حسد کی وجہ سے برداشت نہ کر سکی کیونکہ رام اس کو سوتیلا بیٹا تھا اور وہ اپنے بھرت کو بادشاہ بنانا چاہتی تھی۔ رانی کیکئی اس فیصلے سے ذرا بھی خوش نہیں تھی اور اس نے راجہ دسرتھ کو کہا کہ وعدے کے مطابق آپ میری دو باتیں مانیں گے جو میں کہوں گی۔ تو اس نے کہا کہ رام کی بجائے میرے بیٹے بھرت کو نائب بنایا جائے اور دوسرا یہ کہ رام کو چودہ سال کے لیے جنگل میں رہنے کا حکم دیا جائے۔ جب راجہ نے یہ سنا تو وہ حیرت ست دھنگ رہ گیا مگر وہ اپنے وعدے کو ایفا کرنے والا تھا اور اس نے رانی کیکئی کی باتیں مان لیں اور رام کو حکم دیا کہ وہ چودہ برس کے لیے بن باس کرے اور پھر واپس آ جائے۔ چنانچہ رام سیتا اور اپنے بھائی لکشمن (لچھمن) کو لے کر ایودھیا کی ریاست سے روانہ ہو گئے۔ انھوں نے کئی برس تک ادھر ادھر پھر کر دریائے گوداوری کے کنارے جلاوطنی کے دن گزارے۔ جب رام اپنے بھائی اور سیتا کو لے کر وہاں سے چلے گئے تو ان کے جانے کے بعد راجا دسرتھ کو اپنے کیے پر پچھتاوا ہوا اور وہ پریشانی کی وجہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اُن

کا دوسرا بھائی بھرت راجہ دسرتھ کی وفات کے بعد رام چندر جی کو لینے ان کے پاس گیا۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر اسے واپس کر دیا کہ ابھی جلاوطنی کی مدت پوری نہیں ہوئی اور واپس آنے سے انکار کر دیا۔ قراۃ العین حیدر اس واقع کو یوں بیان کرتی ہیں:

"دسرتھ کی رغبت ایک جنگل کی مانند تھی جس میں راحت مسرور پرندوں کی طرح اڑتی پھرتی تھی۔اس جنگل میں بھیل شکارن ---کیکئی---اپنے الفاظ کے شکرے چھوڑنے والی تھی ---اس نے کہا---مہاراج---ایک مرتبہ آپ نے مجھے وچن دیا تھا کہ میں جو بھی فرمائش کروں گی آپ اسے پوری کریں گے---سورج بنسی راجہ اپنے قول سے نہیں پھرا کرتے---اب میری ایک آرزو پوری کیجئے---رام کے بجائے میرے بیٹے بھرت کو گدی پر بٹھایئے اور رام کو چودہ برس کی بن باس دیجئے---"(1)

سیتا دیوی ریاستِ متھلا کے راجا جنک کی اکلوتی اور حسین و جمیل بیٹی تھی۔ اس لئے راجا جنک نے اس کی پرورش بڑی محبت اور نازونخرے سے کی تھی۔سیتا خوبصورت ہونے کے علاوہ اعلیٰ اخلاق اور صفات کی حامل شہزادی تھی اسی لیے جب اس کی عمر شادی کو پہنچی اور راجا کو فکر ہوئی کہ اس کا بیاہ کس سے کروایا جائے۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ جو بھی راجہ جنک کی کمان کھینچے گا اور اسے توڑ دے گا تو وہی اس سے شادی کرنے کا مجاز ہو گا۔اس خبر کو سن کر نہ جانے کتنے ہی شہزادے اور راجے سیتا سے شادی کی تمنا دل میں لیے ہوئے سوئمبر کی کھیل میں شریک ہونے کے لیے دوردراز ملکوں اور ریاستوں سے

متھلا آئے۔ شری رام چندر بھی اپنے بھائی لکشمن کے ساتھ آئے۔ قرۃ العین حیدر اس واقعے کے بارے میں لکھتی ہیں:

> "اور جب دونوں شہزادے اس خوبصورت شہر کے باہر پہنچے جہاں دریا کے کنارے اور بہت سے شہزادوں نے خیمے لگا رکھے تھے۔تب وشوامتر نے کہا رگھو! ہم یہاں ٹھہریں گے۔
>
> جب متھلا کے راجہ کو معلوم ہوا کہ رشی وشوامتر تشریف لائے ہیں تو وہ خود ان سے ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے پوچھا۔۔۔اے مہاراج۔۔۔بتلایئے۔۔۔یہ دونوں خوبصورت لڑکے جن میں ایک سانولا ہے اور ایک گورا۔۔۔۔۔آپ کے ساتھ کون ہیں ۔۔۔کیا ذات مطلق جسے ویدوں میں "یہ نہیں ہے" کہا گیا ہے دولی کے روپ میں ظاہر ہو گئی ہے ؟اور وشوامتر نے بتایا یہ دونوں عاقل اور بہادر بھائی رام اور لکشمن ہیں۔"(2)

رام اور لکشمن مقابلے سے پہلے شہر کے باہر لگے ہوئے خیموں میں رہنے لگے ۔کیونکہ ابھی بھی اطراف سے لوگوں کی آمد ہو رہی تھی۔بالآخر جب سوئمبر کا مقررہ دن آیا تو باقی لوگوں کے ساتھ رام اور لکشمن بھی متھلا کے شہر میں داخل ہوئے اور اس میدان کی طرف جانے لگے جہاں سیتا کی تقدیر کا فیصلہ ہونے تھا۔جب وہ شہر میں داخل ہونے لگے تو شہر

کی عورتیں انھیں کھڑکیوں کی جالیوں سے جھانک رہی تھیں۔ قراۃ العین حیدر اس حوالے سے لکھتی ہیں:

"اور شہر کی عورتیں جو کھڑکیوں کی جالیوں سے جھانک رہی تھیں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔۔۔۔وہ سانولے بدن اور کنول نینوں والا جس نے تیر کمان اٹھایا ہوا ہے کوشلیا کا بیٹا رام اور گوری رنگت والا جو اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے اس کا وفادار بھائی اور سمترا کا بیٹا لکشمن ہے۔۔۔۔اور یہ دونوں یہاں دھنش توڑنے کے مقابلے کا نظارہ کرنے آئے ہیں۔"(3)

رام اور لکشمن جب متھلا شہر میں داخل ہو جاتے ہیں تو شام کے وقت جب سیتا گوری یعنی پاروتی دیوی کی پوجا کے لیے باغ میں جاتی ہے تو رام انھیں دیکھ لیتا ہے اور اُن کا بھائی لکشمن اُن کو بتاتا ہے کہ یہی راجا جنک کی بیٹی سیتا ہیں جن سے شادی کے لیے سوئمبر کی رسم ادا کی جا رہی ہے۔ قراۃ العین حیدر اس منظر کو اس طرح بیان کرتی ہیں:

"اور سیتا گوری کی پوجا کے لئے باغ میں آئیں اور رام نے ان کی پائل کی جھنکار پر نظریں اٹھائیں اور ان کی نظریں سیتا کے چہرے پر ایسے جمیں جیسے چاند چکور کو دیکھتا ہے اور

لکشمن نے کہا۔۔۔بھیا۔۔۔۔یہ جنک کی بیٹی
سیتا ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے دھنش
توڑنے کا مقابلہ کیا جارہا ہے۔"(4)

قراۃ العین حیدر رام اور سیتا کی پہلی ملاقات جو آنکھوں ہی آنکھوں میں واقع ہوئی اسے کس خوبصورتی کے ساتھ بیان کرتی ہیں:

"درختوں کے کنج سے سیتا نے رام پر نگاہ ڈالی اور ان کی نظریں رام پر ایسے جمیں جیسے چکور خزاں کے چاند کو دیکھتا ہے۔۔۔۔انہوں نے رام کو آنکھوں کے ذریعہ دل میں داخل کرکے پلکوں کے کواڑ بند کرلئے۔"(5)

ہندو تاریخی معلومات کے مطابق سوئمبر کی رسم ادا ہونے سے پہلے ہی رام اور سیتا نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تھا اور دونوں کے دل میں ایک دوسرے کے لیے محبت پیدا ہو گئی تھی۔جب سوئمبر کی رسم ادا ہونے لگی تو رام نے سب شہزادوں کو شکست دے کر راجہ جنک کی کمان کو توڑ ڈالا۔رام کی اس مہارت اور کامیابی کو دیکھ کر وہاں موجود سب لوگ حیران ہو گئے اور ایک دوسرے سے دریافت کرنے لگے کہ سورما اور بہادر شہزادہ کون ہے۔دریافت کرنے پر جب معلوم ہوا کہ یہ شہزادہ ایودھیا کے راجہ دسرتھ کا بیٹا رام چندر ہے تو اُن کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور راجہ جنک نے بخوشی رام چندر کے ساتھ

سیتا کی شادی کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس واقع کی راجہ دسرتھ کو اطلاع دی گئی اور مقررہ تاریخ پر رام اور سیتا کی شادی بڑی دھوم دھام اور مذہبی رسومات کے مطابق کی گئی۔

شادی کے بعد رام اور سیتا اپنی زندگی بڑے آرام اور خوشی کے ساتھ گزارنے لگے۔ اُن کی زندگی میں مصیبت کا پہاڑ تب ٹوٹا جب رام کے والد راجہ دسرتھ نے رانی کیکئی کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کے مطابق رام کو بادشاہت سے ہٹادیا اور ساتھ ہی ساتھ چودہ سال کے لیے بن باس لینے کا بھی حکم صادر فرمایا۔ رام چونکہ ایک فرمانبردار بیٹا تھا اسی لیے اس نے اپنے باپ کی حکم عدولی نہیں کی اور اپنی بیوی سیتا اور بھائی لکشمن کو ساتھ لے کر جنگلوں کی طرف نکل گیا اور وہاں اپنی زندگی گزارنے لگے۔ قراۃ العین حیدر لکھتی ہیں:

"رام اور لکشمن کے درمیان سیتا اس طرح چل رہی تھی جیسے ذات مطلق اور انسانی روح کے درمیان فریبِ نظر۔۔۔۔گھنے جنگلوں میں رشیوں کے ہجوم رام کے ساتھ ساتھ چلے اور چتر کوٹ پہنچ مند کینی ندی کے کنارے رام نے قیام کیا۔"(6)

دونوں بھائی جنگلوں اور پہاڑوں میں گھومتے پھرتے اور اپنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سارا دن کام کاج کرتے رہتے ۔جس مقام پر رام نے رہائش اختیار کی وہ بندھیا چل کے قریب کنجرا نام کا مقام ہے۔ جس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہاں مردم خور اور خطرناک قسم

کے راکھشس رہتے ہیں جو ہر وقت انسانوں کے انتظار میں رہتے ہیں۔ایک دن اتفاق سے سلطنتِ لنکا کے راجہ راون کی بہن سور پنکھا نے جنگل میں رام کو چندر کو دیکھ لیا اور وہ رام کے عشق میں گرفتار ہو گئی۔ مگر رام نے اس کے دھتکار دیا اور لکشمن کو اس کے ناک اور کان کاٹنے کے لیے کہا۔ لکشمن نے رام کے کہنے پر اس کے ناک اور کان کاٹ دیے۔اور یہی رام اور راون کے درمیان جنگ کی بنیادی وجہ ٹھہری۔راون اور رام کی کی لڑائی کی ابتدا کے بار ے میں قراۃالعین حیدر لکھتی ہیں:

"ایک روز راون کی بہن سور پنکھا گوداوری کے کنارے آئی اور اسے دونوں شہزادے نظر آئے۔اے گرڑ!عورت خوبصورت مرد کو دیکھ کر اس طرح پگھل جاتی ہے جیسے سورج کے سامنے ریتیلا پتھر۔"

"جب لکشمن نے طیش میں آکر سور پنکھا کی ناک کاٹ لی۔"

"تو وہ روتی ہوئی راکھشسوں کے پاس پہنچی اور ان کا سردار دھوم کیتو چودہ ہزار راکھشسوں کی فوج لے کر رام اور لکشمن پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔"(7)

رام چندر جی نے سور پنکھا کی محبت کا مثبت جواب نہیں دیا اور اس کے ناک اور کان بھی کٹوا دیے جس جا نتیجہ یہ نکلا کہ سور پنکھا نے واپس جا کر اپنے بھائی راون کو رام کے بارے میں ورغلایا اور سیتا کی خوبصورتی کا بھی ذکر کیا۔راون یہ سب سن کر غصے میں آگیا اور اس نے اپنے راکھشس کو حکم دیا کہ وہ ہرن کی

شکل میں رام اور سیتا کے سامنے جائے اور جب رام سیتا سے دور ہو جائے گا تو وہ موقع پا کر سیتا کو اغوا کر دے گا۔ راون کا بھیجا ہوا ہرن سنہری رنگ تھا اور دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت تھا۔ سیتا دیوی کی نظر جب ہرن پر پڑی تو وہ اسے حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہو گئی۔ انھوں نے رام کو کہا کہ اس ہرن کو پکڑ کا لے لائیں۔ رام اس کے پیچھے بھاگے لیکن وہ چھلانگیں بھرتا ہوا دور کہیں جنگل میں نکل گیا۔ قراۃ العین حیدر اس منظر کو یوں بیان کرتی ہیں:

> "اور ست ونتی سیتا نے دیکھا کہ ایک سنہرا ہرن جنگل میں بھاگا جا رہا ہے۔ ناتھ! انہوں نے کہا۔۔۔ اس کا شکار کر کے اس کی کھال میرے لئے لا دیجئے۔۔۔۔ رگھوپتی سمجھ گئے کہ یہ ہرن کون ہے۔ اور دیوتاؤں کا مقصد پورا کرنے کے لئے انہوں نے تیر کمان اٹھائی۔ رگھوپتی نے لکشمن سے کہا۔۔۔ بھائی۔۔۔ جنگل میں راکھشس گھوم رہے ہیں۔ دھیان اور فہم اور طاقت کے ذریعے سیتا کی حفاظت کرتے رہنا۔۔۔ رام کو دیکھتے ہی ہرن تیزی سے بھاگا اور رام نے اس کا پیچھا کیا۔۔۔ اور بہت دور نکل گئے۔۔۔"(8)

رام نے کافی دیر تک ہرن کا پیچھا کیا اور کچھ دیر بعد اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ اصل میں ہرن نہیں ہے بلکہ راکھشس اور شیطانی قوتوں کا بھیجا ہوا جال ہے جو اپنا کوئی مقصد پورا کرنے کے لیے آیا ہوا ہے۔ رام نے تیر کمان نکالی اور ہرن پر تیر چلا

دیا۔ تیر لگتے ہی وہ ہرن اپنی اصل شکل میں نمودار ہوا۔ وہ اپنی شکل ہی سے ایک راکھشس معلوم ہوتا تھا۔ جب تیر ہرن کو لگا تو اس نے ایک فلک شگاف چیخ ماری جس جو سنتے ہی سیتا ڈر گئی کہ نہ جانے رام پر کسی نے حملہ نہ کر دیا ہو۔ اس نے لکشمن کو جسے رام نے سیتا کے خیمے کے پاس رکنے کا کہا تھا۔ حکم دیا کہ فوراً جائے اور اپنے بھائی کی خبر لائے۔ لکشمن نے لاکھ منع کیا لیکن سیتا نہ مانی۔ بالآخر لکشمن نے مجبور ہو کر رام کی تلاش میں جنگل کی طرف رخ کیا۔ اس حوالے سے وہ مزید لکھتی ہیں:

> "جب ہرن رام کے تیر سے گھائل ہو کر گرا تو اس نے ایک فلک شگاف چیخ ماری۔۔۔۔ اور چیخ کی آواز سنتے ہی سیتا نے گھبرا کر لکشمن سے کہا۔۔۔۔ بھیا۔۔۔۔ تمہارے بھائی پر کوئی آفت آئی ہے۔۔۔۔ وہ جس کی ابرو کے اشارے سے ساری کائنات تخلیق ہوئی اس وقت خود خطرے میں گھرا ہے۔۔۔۔ فوراً جاؤ۔۔۔ اور لکشمن سراسیمہ ہو کر رام کو ڈھونڈنے چلے گئے۔"(9)

لکشمن کے جانے کے بعد راون جوگی کے بھیس میں سیتا کے خیمے کے پاس آجاتا ہے اور سیتا کو زبردستی اغوا کر لے گیا ااور جنگل میں بنے محل میں قید کر لیا۔ قراۃ العین حیدر اس حوالے سے لکھتی ہیں:

"اور راون جوگی کے بھیس میں سیتا کی کٹی پر پہنچا اور انہیں زبردستی اٹھا کر لے چلا ۔سیتا چیخیں ۔۔۔۔رگھو رائے ۔۔۔۔۔رگھورائے۔۔۔۔رگھورائے۔۔۔"(10)

وہ مزید لکھتی ہیں:

"راون نے سیتا کو رتھ پر بٹھایااور تیزی سے اڑ گیا۔سیتا شکاری کے چنگل میں پھنسی ہوئی خوفزدہ ہرنی کی طرح چیختی چلاتی آسمان پر سے گزری۔جب اس نے نیچے ایک پہاڑی پر بندروں کو بیٹھے دیکھاتو ہری کا نام لے کر اپنادوپٹہ ان کی طرف پھینکا۔راون نے اسے اپنی راجدھانی میں لے جا کر اشوک کے جنگل میں قید کر دیا۔"(11)

رام نے جب جنگل میں لکشمن کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھاتو انھوں نے لکشمن کو کہا:

"رگھوپتی نے لکشمن سے پوچھا۔بھائی تم نے جنک کی بیٹی کو جنگل میں تنہا چھوڑ دیا۔۔۔۔جہاں چاروں طرف راکھشس گھومتے پھر رہے ہیں۔۔۔؟"(12)

سیتا رانی کے اغوا ہونے کے بعد رام سیتا کی تلاش میں جنگل جنگل مارے مارے پھرتے رہے ۔اس کو قراۃ العین نے یوں بیان کیا ہے:

"رام نے جنگل سے گزرتے ہوئے لکشمن سے کہا۔۔۔دیکھو لکشمن۔۔۔۔جنگل کتنا خوبصورت ہے، کون اس کا حسن دیکھ کر مضطرب نہ ہو گا ؟جب ہرن ہماری آہٹ پر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں تو ان کی ہرنیاں ان سے کہتی ہیں،ڈرو نہیں۔۔۔تم تو جنم جنم کے ہرن ہو۔لیکن یہ دونوں تو ایک سنہرے ہرن کی تلاش میں آئے ہیں ۔۔۔بھیا!دیکھو بسنت رت کتنی خوبصورت ہے۔کام دیوسیتا کے کھو جانے کی وجہ سے مجھے اداس دیکھ کر جنگل اور شہد کی مکھیوں اور چڑیوں کی اعانت سے میرے اوپر حملہ کرنے آرہاہے۔درختوں پر پھیلی ہوئی بیلیں اس کی فوج کے خیمے ہیں۔کیلے اور تاڑ کے پتے اس کے علم، پھولوں کی جھاڑیاں اس کے تیر انداز اور کوئل کی آواز گویااس کے جنگلی ہاتھی کی چنگھاڑ ہے۔بگلے اور مینا کام دیو کے اونٹ ہیں، مور اور راج ہنس ان کے عرب گھوڑے ،پاموز پرندے اور جنگلی تیتر اس کے پیادے ہیں۔۔۔چٹانیں کام دیو کے رتھ ہیں ،آبشار اس کے نقارے ،معطر ہوائیں اس کے جاسوس،اے لکشمن !جو کام دیو کی فوج کا مقابلہ کر سکے وہ سچ مچ بڑا اجری ہے۔کام دیو تا کا سب سے بڑا ہتھیار عورت ہے۔"(13)

لنکا کے بادشاہ راون نے رام کی بیوی سیتا کو زبردستی اٹھالیا اور قیدی بنا لیا۔لنکا کے راجہ نے قید میں جکڑی سیتا کے ساتھ کئی بار زبردستی کرنے کی کوشش کی لیکن سیتا کی عصمت اور پاک دامنی کے آگے وہ کچھ نہ کر سکا۔رام

چندر نے جب واپس آ کر سیتا کو گھر میں موجود نہ پایا تو وہ بہت پریشان ہوئے اور جنگل میں جا کر اس کو تلاش کرنے لگے۔ انھوں نے ہنومان کو سیتا کی تلاش میں پہاڑوں کی طرف بھیجا جس نے پل بھر میں پتہ لگا لیا کہ لنکا کے بادشاہ راون نے اس کی بیوی سیتا کو اغوا کر لیا ہے تو اس نے ہنومان اور راجہ سگریو کی فوج کے ساتھ مل کر لنکا کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس لڑائی میں اس کا بھائی لکشمن بھی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں فوجوں میں بڑی سخت جنگ ہوئی جس میں راون مارا گیا اور رام سیتا کو قید سے چھڑا کر اپنے وطن واپس لے آئے۔ سیتا کی آزمائش کے بعد رام اپنی بیوی اور بھائی کے ساتھ اپنے آبائی ملک ایودھیا واپس آ گئے اور اپنے باپ راجا دسرتھ کے بعد ایودھیا کے نئے راجا بن گئے۔

جس دن شری رام چندر جی نے لنکا کے راجہ راون کو قتل کیا تھا ہندو اس دن کو بہت مبارک سمجھتے ہیں اور دسہرہ کا تہوار بھی اسی دن کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کو باطل پر حق کی فتح کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ ہندو اس مقدس دن میں اپنے نئے کام اور کاروبار شروع کرتے ہیں۔ جگہ جگہ میلے لگائے جاتے ہیں اور راون کے پتلے بنا کر جلایا جاتا ہے۔

ہندوؤں کے ہاں جو شہرت رام چندر جی کی بی بی سیتا نے پائی ہے وہ کسی اور عورت کو نصیب نہیں ہوئی۔ طرح طرح کی مصیبتوں کا جھیلنا، عجب عجب قسم کے سانحوں کا دیکھنا۔ خاندانی اور ذاتی شرافت، حسن خداداد کی لطافت اور خصائل کی خوبی یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ ان کے سبب ہر فریق اور ہر قوم کے ہندو اس کے نام کو محبت سے یاد کرتے ہیں۔ جو لوگ رام کو وشن کو اوتار

مانتے ہیں، وہ سیتا کی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں، جیسی رومن کیتھلک عیسائی حضرت مریم کی۔

اُردو ادب کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کی کوئی بھی صنف اساطیر اور دیومالائی عناصر سے اپنا دامن نہ بچا سکی اور دنیا کی مختلف تہذیبوں کی اساطیر کے ساتھ ساتھ خصوصاً ہندوستان کی رزمیہ داستانوں مثلاً مہابھارت اور رامائن کی اساطیر اور اس کے کرداروں سے اردو ادب کی شاعری، افسانے اور ناول بھرے پڑے ہیں۔

قراۃالعین حیدر اپنے ناول "سیتاہرن" میں راون کی پیدائش کے حوالے سے ذکر کرتی ہے اور اس کی پیدائش کے واقع کو بڑی تفصیل سے بیان کرتی ہیں۔اس اساطیری کہانی کے مطابق راون خود برہما سے یہ خواہش کرتا ہے کہ وہ کسی بندر کے ہاتھوں ہی مارا جائے۔وہ لکھتی ہیں:

"مہاراجہ ستیہ کیتو کے بیٹے کے راج میں سارے دیس میں دودھ کی ندیاں بہہ گئیں۔وہ راجہ بے حد نیک اور بہادر تھا۔ایک روز وہ وندھیا چل کے پہاڑوں میں ہرن کا شکار کھیلنے گیا اور ایک بے حد حسین جنگلی سور کا پیچھا کرتے کرتے ایک کھوہ میں جا پہنچا جہاں ایک شہزادہ جوگی کے بھیس میں رہتا تھا اسے راجہ نے میدان جنگ میں شکست دی تھی اور تب سے وہ اس کا دشمن تھا۔راجہ اس کو پہچان

نہ سکا اور نقلی جوگی نے کہا میرا نام ایک تنو ہے۔ابتدائے
عالم سے میں ایک ہی جسم میں رہتا آیا ہوں کہ تپسیا سے
انسان بڑی قدرت حاصل کرلیتا ہے۔سادہ لوح راجہ نے
اس سے کہا۔گرو!ایسی دعا دو کہ میں اور میرا راج پاٹ امر
ہو جائے۔اس چالاک سنیاسی نے کہا۔یہ جبھی ممکن ہے
جب تم برہمنوں کو تابع کرو۔برہمنوں کے شراپ سے
سارے طاقتیں زیر ہو جاتی ہیں۔تم میرے ہاتھ کا بنا ہوا
کھانا روزانہ ایک لاکھ برہمنوں کو کھلاؤ اور وہ تمہارے تابع
فرمان ہو جائیں گے۔جوگی کی مدد سے راجہ نے برہمنوں کی
ضیافت کی۔جیسے ہی برہمنوں نے کھانا شروع کیا۔آسمان
سے آواز آئی۔خبردار اس بھوجن کا ہاتھ نہ لگانا اس میں
برہمن کا ماس پکا ہے -----لہٰذا برہمنوں نے راجہ کو
شراپ دیا کہ اس کا اگلا جنم راکھشس کی صورت میں ہو گا
۔تب آکاش سے آواز آئی۔برہمنو!تم نے بغیر سوچے سمجھے
شراپ دیا ہے۔راجہ بے قصور ہے۔مگر برہمنوں کا دیا ہوا
شراپ واپس نہیں لیا جا سکتا تھا۔چنانچہ اگلی مرتبہ راجہ
راکھشس کی صورت میں پیدا ہوا۔اس کے دس سر تھے اور
بیس ہاتھ اور وہ بے حد بہادر اور جنگجو تھا۔اس کا نام راون تھا
اس کے وزیر نے اس کے چھوٹے سوتیلے بھائی دی بھی شن
کے روپ میں جنم لیا جو بڑا وشنو بھگت اور عاقل تھا جب
راون نے بڑی تپسیا کی تو برہما نے پوچھا مانگ! تیری کیا
خواہش ہے ----راون نے کہا--- میں چاہتا ہوں کہ

صرف انسان یا بندر کے ہاتھ مارا جاؤں ---برہما نے
کہا۔۔۔تیری یہ آرزو پوری ہو گی۔"(14)

قراۃالعین حیدر نے اپنے ناولٹ میں سیتا چندانی کی زندگی کے کئی پہلوؤں کے حوالے سے بات کی ہے اور ناولٹ میں پیش کردہ واقعات کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے پس پردہ سیتا دیوی کی کہانی پیش کی ہے۔ان دونوں کے حالاتِ زندگی میں بہت سی مماثلت پائی جاتی ہے۔یہ ناولٹ بنیادی طور پر جدید دور کی سیتا کا المیہ ہے اور اس سیتا چندانی کا المیہ یہ ہے کہ وہ جدید تعلیم کی حامل اور باصلاحیت شخصیت ہے اور دورِ جدید میں حقوقِ نسواں کے حوالے سے بلند ہونے والے نعروں کے باوجود عورت کا استحصال ہو رہا ہے اوران کے حقوق کے کھوکھلے نعرے زمین بوس ہو رہے ہیں اور رامائن کی سیتا کی طرح سیتا چندانی کو بھی کوئی نہ کوئی راون نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔

ہنومان:

ہندو رزمیہ داستان رامائن میں جہاں دیگر کرداروں نے رام چندر جی کی سیتا رانی کو راون کی قید سے چھڑانے میں مدد کی وہاں سب سے اہم کردار ہنومان کا سامنے آتا ہے۔ ہنومان بنیادی طور پر بندر تھا اور بندر کی جیسے پھرتی سے اس نے پہاڑوں،ویرانوں اور جنگلوں میں جا جا کر سیتا دیوی کو ڈھونڈنے کی کوشش کی اور بالآخر جب وہ لنکا پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سیتا رانی لنکا کے راجا راون کی قید میں ہے۔دراصل رامائن کی رُو سے ہنومان ہی وہ کردار ہے جس

نے رام کو سب سے پہلے یہ خبر دی کی سیتا کہاں ہے ۔ہندو تاریخ میں ہنومان ایک سحر انگیز شخصیت کا مالک ہے اور لوگ اس کا بے حد احترام کرتے ہیں ۔یہ طاقت کا سرچشمہ ہے جو پل بھر میں سب کچھ کر سکتا ہے اور ہر مشکل سے مشکل کام بھی بآسانی ہو جاتا ہے۔رام چندر جی کے مندروں میں رام کے ساتھ ساتھ ہنومان کی مورتی بھی رکھی جاتی ہے اور ہندو اس کی بھی پوجا کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ہندوستان میں ہنومان کے الگ سے مندر بھی بنائے گئے ہیں۔جہاں ہنومان کو بطور دیوتا مانا جاتا ہے اوراسے مہابلی ہنومان جی کے لقب سے پکارتے ہیں۔ایک اساطیری روایت کے مطابق ہنومان وانر یعنی بندر ماں کے بطن سے وایو دیوتا(ہوا کا دیوتا)کا بیٹا تھا۔

> ہنومان کو ہندو اساطیری روایات میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کی بنیادی وجہ اس کا رام اور راون کی جنگ میں رام کا ساتھ دینا بتایا جاتا ہے۔ہنومان کو رامائن میں راجا سگریو کی بندروں اور ریچھوں کی فوج کا سپہ سالار بتایا گیاہے۔یہ وایو یعنی ہوا کے دیوتا کا بیٹا ہے۔بے انتہا بہادر،طاقتور،قوی ہیکل اور ان تھک سفر کرنے والاہے۔اس کی شکل بندر سے ملتی ہے اور رنگ دہکتے ہوئے تانبے کی طرح سرخ ہے۔اس کا قد پہاڑ کی مانند بلند ہے۔ہنومان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب یہ پیدا ہوا تو اس نے سورج کو طلوع ہوتے ہوئے دیکھا اور سمجھا کہ یہ کسی درخت کا پھل ہے اور اسے پکڑنے کے لیے ایک جَست لگائی اور ہوا میں نو سو(900) میل تک بلند ہو گیا اور اس

موقع پر اِندر دیوتا نے اس پر ایک تیر چلایا جس کی وجہ سے یہ ایک چٹان پر گر گیا اور اس کا منہ پھٹ گیا اور پھر اسی وجہ سے اس کا نام ہنومان پڑ گیا جس کے معنی ہیں لمبے جبڑوں والا۔ یہ غیر معمولی صلاحیتوں اور طاقت رکھنے کے ساتھ ساتھ بہت بڑا عالم فاضل بھی تھا۔

رام اور راون کی جنگ میں یہ ہر قدم پر رام کی ہر طرح سے مدد کرتا ہے اور جب سیتا لاپتہ ہو جاتی ہے اور رام اس کے لیے بہت پریشان ہو جاتا ہے تو یہی ہنومان ہی سب سے پہلے سیتا کا سراغ لگانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ رام کا پیغام اور انگوٹھی بھی سیتا تک یہی ہنومان پہنچاتا ہے۔ راون کے باغ کو ویران کرتا ہے ۔جب راون کی فوج نے اس کی دم پر روئی لپیٹ کر آگ لگا دی تھی تو وہ اپنی دم کی آگ سے تمام لنکا کو آگ لگا دیتا ہے اور فوج کو سمندر کے پار لے جانے کے لیے راس کماری سے لنکا تک پل بنواتا ہے۔ وہ بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ پہاڑ کو سر پہ اٹھا لیتا ہے۔ ہوا پر اڑتا ہے۔ بادلوں کو ہاتھ سے پکڑ لیتا ہے۔ سورج کو اپنے منھ میں چھپا لیتا ہے۔ دورانِ جنگ جب لکشمن زخمی ہو جاتا ہے تو ہنومان ہی لنکا سے اڑ کر کوہ ہمالیہ سے ایسی جڑی بوٹیاں لاتا ہے جس سے زخمی لکشمن اور بندر تندرست ہوتے ہیں۔ اس کا صفاتی نام مرت پتر یعنی ہوا کا فرزند ہے۔ ہندوستانی دیومالائی عناصر کی روایت میں ہنومان کا

کردار ایک فرض شناس اور فرماں بردار رفیق کی مانند پیش کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر گوپی چند نارنگ "ہنومان" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہندوستانی دیومالا میں صرف دو دیوتا ایسے ہیں جو ہمیں آریوں سے پہلے کی مظاہر پرستی کی یاد دلاتے ہیں۔ایک گنیش ہے اور دوسرے ہنومان۔گنیش کی شکل ہاتھی کی ہے اور ہنومان کی بندر کی۔دونوں ہندو دیوتاؤں کے زمرے میں بڑا اونچا درجہ رکھتے ہیں اور آج تک مقبول و معروف ہیں۔رامائن میں جب ہم ہنومان کو رام چندر کے قدموں پر جھکا دیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہت کہ گویا مقامی باشندوں کے قدیم اعتقادات نے آریوں کے نئے مذہبی تصورات کے آگے سپر ڈال دی ہے اور ان سے مفاہمت کر لی ہے۔"(15)

ہنومان نے رامائن کے مطابق شری رام جی کی بڑی خدمت کی ہے اور لنکا کا راون جب سیتا کو اٹھا کر لے گیا تو رام کو سیتا کے بارے معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے اور اسے کون لے گیا ہے۔رام اور لکشمن سیتا کی تلاش میں جنگل میں مارے مارے پھر رہے تھے کہ راستہ میں راکھشس سے ٹکراؤ ہو گیا تو انھوں نے اس راکھشس کو قتل کر دیا لیکن مرنے سے پہلے اس نے رام کو مشورہ دیا کہ سیتا کی تلاش کے لیے بندروں کے راجہ سگریو سے مدد حاصل کریں۔رام جی کو آگے راستہ میں سگریو اور ہنومان ملے۔ہنومان سگریو کا وزیر اور فوج کا سپہ سالار تھا اس نے ہی رام کے حکم پر لنکا جا کر سیتا کا پتہ لگایا اور رام کو اطلاع دی

۔جب ہنومان لنکا پہنچا تو اس منظر کو قراۃالعین حیدر ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

"سامنے لنکا تھی ۔۔۔سونے کے شہر۔۔۔۔چوک اور بازار۔۔۔۔۔اور گلیاں۔۔۔۔۔اور ہاتھی۔۔۔۔۔اور رتھ اور راکھشسوں کی فوجیں ۔۔۔۔۔اور جنگل اور پھول بن۔۔۔۔اور جھیلیں اور تالاب۔اور انسانوں اور ناگوں اور گندھروں کی خوبصورت بیٹیاں۔ہنومان نے اس جگہ کی مضبوط قلعہ بندیاں دیکھ کر نرسنگھ پر دھیان لگایا اور مچھر کی صورت بن کر لنکا میں داخل ہوئے اور ایک راکھشس نے جس کا نام لنکنی تھا للکار کر کہا۔۔۔۔۔تم میری بغیر اجازت یہاں کیسے آئے ؟۔۔۔اور ہنومان نے اسے ایک گھونسہ رسید کیا اور۔۔۔۔"(16)

ہنومان کی ملاقات محل میں ایک ہری بھگت سے ہوتی ہے جو اسے سیتا کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔کہانی کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے قراۃالعین حیدر لکھتی ہیں:

"اور ہنومان جی راکھشس کے محل کے اندر گئے مگر سیتا وہاں نہیں تھی۔اس محل کے برابر ایک اور محل تھا جس کے اندر ہری کا مندر بنا تھا۔یہاں وی بھی شن رہتا تھا جو ہری بھگت تھا اور اس نے ہنومان جی سے کہا۔۔۔۔میں اس جگہ پر اس طرح رہتا ہوں جیسے دانتوں کے بیچ میں زبان۔"(17)

شری رام نے ہنومان کی بندوروں کی فوج کے ساتھ لنکا تک سمندر میں پل باندھا اور جنگ برپا ہوئی ۔ پل کی تعمیر کے پیچھے اساطیری روایات کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ جب رام ،لنکا کے راکھشس راون سے اپنی اغوا شدہ بیوی سیتا کو چھڑانے کے لیے جارہے تھے تو ہندوستان اور لنکا کے درمیان سمندر تھا چونکہ ہنومان اتنا طاقت ور تھا کہ وہ بآسانی اڑ کر سمندر اور پانیوں کی سرزمین پار کر جاتا لیکن باقی لوگوں کے لیے یہ بہت مشکل تھا۔ چنانچہ رام نے سمندر کے کنارے بیٹھ کر عبادت کی اور پھر وہ بندروں کی مدد سے جلد ہی سمندر پر پل بنانے میں کامیاب ہو گئے ۔ یہ پل پتھروں سے بنایا گیا تھا اور ہر پتھر پر رام کا نام لکھا ہوا تھا اور یہ پتھر سمندر کے پانی میں تیرتے تیرتے رام کے پاس آ پہنچے۔ کہتے ہیں کہ یہ پل اب بھی موجود ہے اور اسے رام سیتا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ "سیتا ہرن" میں مصنفہ اس حوالے سے لکھتی ہیں:

> "اور بندروں نے لنکا تک پہنچنے کے لئے پل بنایا اور رگھوراج نے اس پر کھڑے ہو کر سمندر پر نگاہ کی اور مگرمچھ اور سمندر کی ساری مخلوق ان کر درشن کے لئے باہر نکل آئی اور پل پر اس قدر بھیڑ لگی کہ بندروں کو ہوا میں اڑنا پڑا۔"(18)

ہنومان جی نے اس جنگ میں زخمی ہونے والے اپنے ساتھی بندروں کے لیے کوہ ہمالیہ سے جڑی بوٹیاں لے کر آیا تھا۔ جن کے لگانے سے زخمی بندروں کے زخم ایک دم صحیح ہو گئے اور جس سے وہ دوبارہ لڑنے کے قابل ہو گئے۔ لکشمن جی لڑائی میں صدمہ پہنچنے سے بہوش ہو گئے تھے اور ہوش میں

نہیں آرہا تھا تو ہنومان جی کوہ ہمالیہ سے جیون بوٹی لائے جس سے لچھمن جی ہوش میں آئے۔ جنگ کے نتیجہ میں راون مع اپنے بیٹوں کے مارا گیا اور لنکا پر رام جی کا قبضہ ہو گیا اور سیتا جی آزاد ہوئیں۔ ہنومان سری رام جی کے ساتھ اجودھیا آیا تھا اور سری رام کی اس نے جس طرح مدد کی تھی اس کا اسے صلہ یہ ملا کہ یہ غیر فانی ہو کر دیوتا بن گیا۔

قراۃالعین حیدر نے اپنے ناول 'سیتا ہرن " میں رامائن کی رزمیہ داستان کو مکمل بیان کیا ہے اور ناولٹ کی ہیرون سیتا چندانی کے ذریعے اس داستان کو بیان کیا ہے۔سیتا چندانی کو قدیم کھنڈرات، مندر اور علاقوں کی سیر کرنے کا شوق حد سے زیادہ ہوتا ہے اور جب وہ پاکستان آتی ہے تو وہ اپنے بچپن کی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے پاکستان میں واقع قدیم تہذیبوں کے شہر سندھ میں عرفان کے ساتھ اپنے والد کے ایک جاننے والے سردار کے پاس جاتی ہے اور پھر اس کے بعد وہاں پر موجود دادیٔ سندھ میں موجود قدیم تہذیبوں کے آثاروں کو دیکھنے جاتی ہے اور مصنفہ اس کی زبان سے قارئین کو سندھ کی تاریخ سے آشنا کرواتی ہیں۔

> رام اور سیتا کی اساطیری داستان کو قراۃالعین حیدر نے بڑی عمدگی سے ایک ناول میں سیتا نام کے مرکزی کردار کی زبانی بیان کرنے کی بڑی خوبصورت کوشش کی ہے۔ جس سے ایک طرف ناول کے مرکزی کردار کی اساطیری کردار سے مماثلت بھی بآسانی دیکھی جا سکتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ دورِ حاضر کے راون کا کردار بھی سامنے آجاتا ہے۔ناول کو پڑھ کر ایسا محسوس

ہوتا ہے کہ مصنفہ یہ باور کروانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ سیتا اور رام کسی مخصوص دور کے انسان اور کرداروں کے نام نہیں ہیں بلکہ یہ تو ہر دور میں بسنے والے انسانوں کے رویے ہیں جو مختلف ناموں سے مختلف جغرافیائی علاقوں میں ظہور پذیر ہوتے ہیں ۔ایسے ہی راون اور ہنومان کے کردار بھی ہر دور میں مل جاتے ہیں جہاں ایک طرف تو ایثار اور قربانی کے جذبات سے سرشار لوگ ملتے ہیں اور دوسری طرف راون کی صورت میں محبت اور عشق کے دشمن بھی موجود ہوتے ہیں۔ لیکن محبت اگر سچی ہو اور دشمن سے لڑنے کی جستجو ہو تو کسی بھی وقت اُس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات:

1) قراۃالعین حیدر،سیتاہرن(چارناولٹ)،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،2012ء،ص125
2) ایضا،ص124
3) ایضاَ ،ص125
4) ایضاَ ،ص125
5) ایضاَ ،ص125
6) ایضاَ ،ص125
7) ایضاَ ،ص127
8) ایضاَ ،ص127

9) ایضاً ،ص127

10) ایضاً ،ص127

11) ایضاً ،ص128

12) ایضاً ،ص150

13) ایضاً ،ص150،151

14) سیتاہرن،123،124

15) گوپی چند نارنگ،ڈاکٹر،اُردو غزل اور ہندوستانی ذہن و تہذیب، قومی کونسل برائے فروغ اُردوزبان، نئی دہلی،2002ء،ص302

16) سیتاہرن۔ص128

17) ایضاً ،ص150

18) ایضاً ،ص128